پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی　　　　قسط نمبر 1

انتخاب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

یہودی ونصرانی اورایرانی ومجوسی سازش کے نتیجے میں جب حضرت عمرؓ شدید زخمی ہو گئے اوران کی زندگی سے مایوسی ہوگئی تو بعض صحابہؓ نے آپ سے عرض کیا کہ:

الا تستخلف قال ان استخلفت فقد استخلف من هو خير منى ابو بكر وان اترك فقد ترك من هو خير منى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاثنوا عليه فقال راغب وراهب وددت انى نجوت منها كفافا لالى ولا علىّ لااتحملها حيا ولا ميتا.

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف رقم الحدیث ۷۲۱۸)

آپ کسی کوخلیفہ نامزد کیوں نہیں فرما دیتے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا: اگر میں اپنے بعد کسی کوخلیفہ نامزد کردوں تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ابوبکرؓ جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے نامزد کیا تھا اور اگر کسی کونامزد نہ کروں تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تھا جو مجھ سے (اور ابوبکرؓ سے بھی) بہتر تھے۔ پھر لوگوں نے آپ کی تعریف شروع کی تو آپ نے فرمایا: کوئی تو میری تعریف دل سے کرتا ہے اور کوئی مجھ سے ڈر کر اور میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کے معاملہ میں برابری پر چھوٹ جاؤں نہ مجھے ثواب ملے اور نہ عذاب ہو۔ میں اس بوجھ کو جسے زندگی بھر اٹھایا ہے مرتے وقت بھی نہیں اٹھانا چاہتا۔

خلیفہ کی نامزدگی سے متعلق جب دوسری مرتبہ بات دہرائی گئی کہ کسی کوخلیفہ نامزد کر جائیے تو فرمایا کہ:

لمن استخلف؟ لوكان ابو عبيدة بن الجراح حيا استخلفته فان سئلنى ربى قلت سمعت نبيک يقول وانه امين هذه الامة. ولو كان سالم مولىٰ ابى حذيفة حيا استخلفته فان سئلنى ربى قلت سمعت نبيک: ان سالما شديد الحب لله.

کس کو جانشین بناؤں؟ اگر ابوعبیدہ بن الجراحؓ زندہ ہوتے تو ان کو جانشین مقرر کر جاتا۔ میرا رب اس بارے میں اگر مجھ سے باز پرس کرتا تو عرض کرتا کہ میں نے تیرے نبی کی زبان سے سنا تھا کہ وہ اس امت کے امین ہیں۔

یا اگر ابوحذیفہؓ کے مولیٰ سالمؓ زندہ ہوتے تو انہیں خلیفہ نامزد کر جاتا۔ اگر میرا رب اس بارے میں پوچھتا تو عرض

کر دیتا کہ میں نے تیرے نبیؐ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ سالم اللہ سے بہت محبت کرنے والا ہے۔

کسی نے کہا: میں آپ کو بتلاؤں؟ عبداللہ بن عمرؓ کو نامزد کر جایئے۔ تو آپ نے ناراضی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ: میں ایسے شخص کو کیسے اپنا جانشین بناؤں جو اپنی بیوی کو طلاق دینے میں جذبات پر قابو نہ رکھ سکا (کہ انہوں نے حالت حیض میں طلاق دے دی تھی) ہمیں تمہارے معاملات کی کوئی خواہش نہیں میں نے اسے کچھ اچھا نہیں پایا کہ اپنے گھر میں سے کسی اور کے لئے بھی اس کی خواہش کروں۔ اگر یہ حکومت اچھی چیز تھی تو اس کا مزا ہم نے چکھ لیا اور اگر یہ کوئی بری چیز تھی تو عمرؓ کے خاندان کے لئے اتنا ہی بہت کافی ہے کہ کل کو اللہ کے سامنے ان میں سے صرف ایک ہی آدمی سے حساب لیا جائے۔ (تاریخ الطبری جلد ۴ص ۲۲۷، ۲۲۸؛ الکامل لابن اثیر جلد ۳ص ۶۵ طبع بیروت)

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے عشرہ مبشرہ میں سے چھ حضرات (عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ) پر مشتمل انتخابی کمیٹی مقرر کر دی جو اپنے میں سے کسی ایک کو خلیفہ مقرر کر دے لیکن انہوں نے کسی قسم کی اقربا نوازی کے الزام سے بچنے کے لئے اپنے چچازاد بھائی و بہنوئی اور یکے از عشرہ مبشرہ حضرت سعید بن زیدؓ کو اس کمیٹی کا رکن نامزد نہیں فرمایا۔ سخت حیرت ہے کہ مولانا سعید الرحمٰن علویؒ نے حضرت سعید بن زیدؓ کو وفات یافتگان میں شامل کر لیا۔ چنانچہ وہ ایک عرب مصنف شیخ خالد البیطار کی کتاب کے ترجمہ میں ایک مقام پر از خود وضاحت کرتے ہوئے نیچے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ:

عشرہ مبشرہ میں سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور سیدنا سعید بن زیدؓ جوار الٰہی میں جا چکے تھے۔ چوتھے سیدنا فاروقؓ تھے اور اب یہی چھ حضرات بقید حیات تھے۔ (خلفائے راشدین حسن کردار و عمل ص ۳۱۲)

حضرت موصوف کی یہ بات صحیح نہیں ہے اور تسامح پر مبنی ہے حضرت سعید بن زیدؓ انتخابی کمیٹی کی تشکیل کے وقت بقید حیات تھے اور انہوں نے بعہد خلافت معاویہؓ مدینہ منورہ کے نواح میں ۵۰ھ، ۵۱ھ، ۵۲ھ (علیٰ اختلاف الاقوال) میں وفات پائی۔

نامزدگی سے متعلق مشہور سیرت نگار شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی اپنی تحقیق یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

اس وقت اسلام کے حق میں جو سب سے اہم کام تھا وہ ایک خلیفہ کا انتخاب کرنا تھا تمام صحابہؓ بار بار حضرت عمرؓ سے درخواست کرتے تھے کہ اس مہم کو آپ طے کر جایئے۔ حضرت عمرؓ نے خلافت کے معاملے پر مدتوں غور کیا تھا اور اکثر اس کو سوچا کرتے تھے۔ بار بار لوگوں نے ان کو اس حالت میں دیکھا کہ سب سے الگ متفکر بیٹھے ہیں اور کچھ سوچ رہے ہیں۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خلافت کے باب میں غلطاں و پیچاں ہیں۔

مدت کے غور وفکر پر بھی ان کے انتخاب کی نظر کسی شخص پر جمتی نہ تھی۔ بار ہا ان کے منہ سے بے ساختہ آہ نکل گئی کہ افسوس اس بارگراں کا کوئی اٹھانے والا نظر نہیں آتا۔ تمام صحابہؓ میں اس وقت چھ شخص تھے جن پر انتخاب کی نگاہ پڑسکتی تھی۔ علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ لیکن حضرت عمرؓ ان سب میں کچھ نہ کچھ کمی پاتے تھے۔

موصوف نیچے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ:

حضرت عمرؓ نے اور بزرگوں کی نسبت جو خوردہ گیریاں کیں گو ہم نے ان کو ادب سے نہیں لکھا لیکن ان میں جائے کلام نہیں۔ البتہ حضرت علیؓ کے متعلق جو نکتہ چینی حضرت عمرؓ کی زبانی عام تاریخوں میں منقول ہے یعنی یہ کہ ان کے مزاج میں ظرافت ہے یہ ایک خیال ہی خیال معلوم ہوتا ہے حضرت علیؓ ظریف تھے مگر اسی قدر جتنا ایک لطیف المزاج بزرگ ہوسکتا ہے۔ (الفاروق ص ۲۶۵۔۲۶۶ تحت حضرت عمرؓ کی شہادت حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شبلی نعمانی نے تاریخی مکذوبات کو صحیح سمجھا اور ان کو اس لئے نقل نہیں کیا کہ اس سے اکابر صحابہؓ کی شان میں بے ادبی پائی جاتی تھی۔

اگر چہ تاریخ میں حضرت عمرؓ کی شہادت اور استخلاف سے متعلق رطب و یابس اور موضوع روایات پائی جاتی ہیں لیکن اس معاملے میں شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کو کم از کم اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کی روایت پر اعتماد کرنا چاہیئے تھا: چنانچہ امام بخاری فرماتے ہیں کہ:

............لوگوں نے کہا امیر المؤمنین کسی کو خلیفہ بنا جایئے۔ انہوں نے کہا: خلافت کا حق داران چند لوگوں سے زیادہ کوئی نہیں جن سے آنحضرتؐ وصال تک راضی رہے۔ انہوں نے حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نام لیا اور کہا کہ: عبداللہ بن عمرؓ (مشورے میں) تمہارے ساتھ شریک رہیں گے مگر خلافت میں ان کا کوئی حق نہیں۔ یہ عبداللہ کو تسلی دینے کے لئے کہا۔

پھر اگر خلافت سعدؓ کو مل جائے تو فبہا (ٹھیک) ورنہ جو کوئی خلیفہ ہو وہ سعدؓ سے مدد لیتا رہے اور میں نے جو (کوفہ کی حکومت سے) انہیں موقوف کر دیا تھا تو اس وجہ سے نہیں کہ وہ قابلیت نہیں رکھتے تھے یا انہوں نے کچھ خیانت کی تھی۔ یہ بھی فرمایا: میرے بعد جو خلیفہ ہو میں اسے یہ وصیت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرین اولین کے حقوق پہچانے اور ان کی عزت و حرمت کا خیال رکھے اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ انصار سے اچھا سلوک کرے جنہوں نے اوروں سے پہلے اسلام کو جگہ دی اور دارالایمان (یعنی مدینہ) میں ٹھکانہ بنایا۔ جو ان میں نیک لوگ ہیں ان کی قدر کرے اور جو قصور وار ہوں ان سے درگذر کرے اور دوسرے شہروں کے مسلمانوں سے بھی اچھا سلوک کرے کیونکہ وہ اسلام کی قوت کے بازو ہیں۔ ان ہی کی وجہ

سے آمدنی ہوتی ہے، کافر انہیں دیکھ کر غصے ہوتے ہیں، ان سے رضامندی کے ساتھ اتنا ہی روپیہ لیا جائے جوان کے پاس ان کی ضرورتوں سے بچ رہتا ہو۔ میں اسے یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اعرابی (دیہاتی) لوگوں سے اچھا سلوک کرے کیونکہ وہ عرب کی بنیاد ہیں اور اسلام کا مادہ ان ہی سے بنا ہے اور زکوٰۃ میں ان سے ان کے عمدہ مال نہ لیئے جائیں (یعنی اوسط درجے کے لیئے جائیں) پھر ان ہی کے محتاجوں کو وہ مال زکوٰۃ دے دیا جائے۔ میں اسے یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ ذمی کافروں کی بھی جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ذمے میں آئے ہیں خبر رکھے۔ اپنا عہد جوان سے کیا ہے پورا کرے، انہیں ان کے دشمنوں سے بچائے، ان سے اتنا کام لے جتنا وہ کر سکتے ہیں۔

جب (تیسرے روز) ان کا انتقال ہو گیا اور ہم ان کا جنازہ لے کر پیدل نکلے تو عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عائشہؓ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطابؓ آپ سے اجازت مانگتے ہیں انہوں نے کہا: انہیں اندر لاؤ۔ چنانچہ آپ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیے گئے۔

جب ان کے دفن سے فراغت ہوئی تو یہ چھ آدمی جن کے حضرت عمرؓ نے نام لیے تھے ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا: ایسا کرو تم چھ آدمی تین آدمیوں کو اپنے میں مختار کر دو۔

زبیرؓ نے کہا: میں نے حضرت علیؓ کو اختیار دیا۔ حضرت طلحہؓ نے کہا: میں نے حضرت عثمانؓ کو اپنا اختیار دیا۔ حضرت سعدؓ نے کہا: میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اختیار دیا (گویا چھ امیدواروں میں سے تین باقی رہ گئے)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا: علیؓ اور عثمانؓ تم دونوں میں سے کون اس امر یعنی خلافت سے دست بردار ہوتا ہے جو شخص دست بردار ہو جائے گا ہم انتخابِ امیر کا فیصلہ اسی کے سپرد کر دیں گے اس پر اللہ اور اسلام کا واسطہ ہوگا کہ وہ اپنے طور پر جس کو بہتر سمجھتا ہو اسے خلیفہ مقرر کر دے۔

یہ سنتے ہی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ خاموش ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا: کیا آپ دونوں مجھے مختار بناتے ہیں؟ اللہ کی قسم میں اسے خلیفہ بنانے میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا جو افضل ہے۔ دونوں نے کہا اچھا (ہم نے آپ کو مختار بنایا)

چنانچہ پہلے انہوں نے ایک (حضرت علیؓ) کا ہاتھ تھاما اور کہنے لگے آپ کو تو آنحضرت ﷺ سے قرابت ہے اور آپ کا اسلام بھی شروع سے ہے آپ خود جانتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان ہے اگر میں آپ کو خلیفہ بناؤں گا تو آپ عدل وانصاف کریں گے اور اگر میں عثمانؓ کو خلیفہ بناؤں گا تو آپ ان کا حکم سنیں گے، ان کی بات مانیں گے۔

پھر حضرت عثمانؓ سے تنہائی کی۔ ان سے بھی بالکل اسی طرح گفتگو کی۔ الغرض جب دونوں حضرات سے اقرار

لے چکے تو کہنے لگے: عثمانؓ اپنا ہاتھ اٹھایئے۔عبدالرحمٰنؓ نے ان سے بیعت کی، حضرت علیؓ نے بھی ان سے بیعت کی اور سارے مدینے والے داخل ہوگئے سب نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کرلی۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب قصة البیعة و الاتفاق علیٰ عثمان بن عفان رقم الحدیث ۳۷۰۰)

صحیح بخاری میں ہی ایک دوسرے مقام پر بروایت مسور بن مخرمۃ انتخابِ عثمانؓ کی تفصیل کچھ اس طرح بیان ہوئی ہے کہ:

عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا: مجھے خلافت کی کوئی خواہش نہیں لیکن اگر آپ کہیں تو میں آپ میں سے کسی کو خلافت کے لئے منتخب کرسکتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اختیار دے دیا وہ جسے چاہیں چن لیں۔اب سب لوگ عبدالرحمٰنؓ کی طرف مائل ہوگئے۔ایک آدمی ان باقی آدمیوں کے ساتھ نہیں رہا، نہ ان کے پیچھے چلتا تھا اور جسے دیکھو وہ ان راتوں میں عبدالرحمٰنؓ سے مشورہ کررہا ہے(کہ کسے خلیفہ بنانا چاہیے) مسور بن مخرمۃؓ کہتے ہیں کہ: جب وہ رات آئی جس کی صبح کو ہم نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کی تھوڑی رات گئے عبدالرحمٰن بن عوفؓ میرے پاس تشریف لائے، دروازہ کھٹکھٹایا تو میں جاگ اٹھا۔ مجھ سے فرمانے لگے: تم سو رہے ہو میں اس رات (یا ان تین راتوں میں) کچھ زیادہ نہیں سویا۔ جاؤ زبیر بن عوامؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ کو بلا لاؤ۔ پھر مجھے بلایا اور کہا: جاؤ حضرت علیؓ کو بلا لاؤ۔ میں انہیں بھی بلا لایا۔ وہ آدھی رات تک ان سے سرگوشی کرتے رہے جب حضرت علیؓ ان کے پاس سے اٹھے تو انہیں یہی امید تھی کہ عبدالرحمٰن کے دل میں ذرا حضرت علیؓ کی طرف سے کچھ اندیشہ تھا۔

پھر انہوں نے مجھ سے کہا اب حضرت عثمانؓ کو بلا لاؤ۔ میں انہیں بلا لایا۔ ان سے اس وقت تک سرگوشی ہوتی رہی کہ صبح کی اذان ہوگئی۔ اذان کے وقت دونوں جدا ہوئے۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی اور یہ چھ حضرات منبر کے پاس جمع ہوگئے تو عبدالرحمٰنؓ تمام مہاجرینؓ وانصارؓ جو مدینے میں حاضر تھے اور جتنے فوج کے سردار وہاں موجود تھے۔ نیز جو اتفاق سے اس سال حج کے لئے آئے تھے اور حضرت عمرؓ کے ساتھ انہوں نے حج کیا تھا سب کو بلا بھیجا جب سب لوگ جمع ہوگئے تو عبدالرحمٰنؓ نے اس وقت تشہد پڑھا اور کہنے لگے: اے علیؓ برا نہ ماننا میں نے سب لوگوں سے اس معاملہ میں گفتگو کی وہ سب عثمانؓ کو مقدم رکھتے ہیں ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔

پھر عثمانؓ سے کہا: میں تم سے اللہ کے دین اور اس کے رسولؐ کی سنت اور آپؐ کے بعد آپؐ کے خلیفوں (ابوبکرؓ وعمرؓ) کے طریق پر بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کرلی اور جتنے انصار ومہاجرین اور سردارانِ افواج اور عامۃ المسلمین وہاں موجود تھے انہوں نے بھی بیعت کرلی۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس رقم الحدیث ۷۲۰۷)

ابن جریر طبری اور البدایۃ والنھایۃ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت طلحہؓ چونکہ پہلے ہی سے باہر گئے ہوئے تھے اس لئے وہ انتخابی عمل میں شریک نہیں تھے۔ خود حضرت عمرؓ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ اگر یہ تین دن کے اندر آجائیں تو شریک مشورہ ہو جائیں ورنہ خیر۔ حضرت طلحہؓ بیعت عثمانؓ کے بعد جب واپس آئے تو حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا: آپ کو اختیار ہے۔ چاہیں تو اس بیعت کو باقی رکھیں اور چاہیں روک دیں۔ حضرت طلحہؓ نے پوچھا۔ کیا سب لوگوں نے عثمانؓ کی بیعت کر لی ہے؟

لوگوں نے جواب دیا: ہاں اس پر حضرت طلحہؓ نے فرمایا: سب لوگوں کے فیصلہ سے مجھے بھی اتفاق ہے۔

(بحوالہ تاریخ ملت جلد اول ص ۲۲۰۔۲۲۱ مؤلفہ مفتی زین العابدین میرٹھی مطبوعہ دارالاشاعت کراچی) (جاری ہے)

چالیسویں سالانہ قدیمی مجلسِ ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ

۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۵ نومبر ۲۰۱۳ء

کی ڈی وی ڈیز تیار ہو چکی ہیں۔ خواہشمند حضرات درج ذیل نمبر پر رابطہ کر کے حاصل کریں۔ اس کے علاوہ اکابر احرار خصوصاً حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ، محسنِ احرار حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ، قائدِ احرار حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کے بیانات کے آڈیو اور ویڈیو بیانات کی سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔

صدائے احرار　　دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان　　0300-8020384

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

26 دسمبر 2013ء
جمعرات بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی　سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان　061-4511961